بسلسلہ صد سالہ خلافت احمدیہ جوبلی

حضرت اُمِّ عمّارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

لجنہ اماء اللہ

حضرت اُمِّ عمّارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

بسم اللّٰہ الرّحمٰن الرّحیم

خدا تعالیٰ کے فضل سے لجنہ اماء اللہ کو صد سالہ خلافت جوبلی کے مبارک موقع پر بچوں کیلئے سیرت صحابیات پر کتب شائع کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔ کوشش یہ کی گئی ہے کہ کتاب دلچسپ اور آسان زبان میں ہو، تا بچے شوق سے پڑھیں اور مائیں بھی بچوں کو فرضی کہانیاں سنانے کی بجائے ان کتب سے اپنے اسلاف کے کارنامے سنائیں تاکہ بچوں میں بھی ان جیسا بننے کی لگن پیدا ہو۔ خدا تعالیٰ قبول فرمائے۔ آمین

حضرت اُمّ عمّارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

پیارے بچو!

ہم آج آپ کو جن صحابیہ کی کہانی سنا رہے ہیں وہ اُمِّ عمّارہؓ کے نام سے مشہور تھیں۔ حضرت اُمّ عمّارہؓ کا اصل نام 'نُسَیبہ' تھا لیکن تاریخِ اسلام میں آپ اپنی کنیت 'اُمّ عمّارہ' ہی سے مشہور ہوئیں۔ آپؓ انصار کے قبیلہ خزرج کے معزز خاندان 'نجار' سے تعلق رکھتی ہیں۔ (1)

ہمارے پیارے نبی ﷺ کے دادا حضرت عبدالمطلب کی والدہ سلمٰی خاندانِ نجار سے تھیں جو مدینہ کا ایک معزز خاندان تھا اور حضور ﷺ بھی اس خاندان کو بہت محبوب رکھتے تھے۔ (2)

حضرت اُمِّ عمّارہ ہجرت سے تقریباً چالیس سال پہلے مدینہ میں پیدا ہوئیں۔ (3)

آپؓ کا پہلا نکاح زید بن عاصم سے ہوا۔ جو آپ کے چچازاد تھے۔ زید سے دو بیٹے عبداللہ اور حبیب ہوئے۔ زید کے انتقال کے بعد عربہ بن عمرو سے نکاح ہوا۔ جس سے تمیم اور خولہ پیدا ہوئے۔ (4)

حضرت اُمِّ عمّارہ نے عقبہ ثانیہ کے وقت اسلام قبول کیا۔ یہ واقعہ

ہجرت سے تین ماہ قبل ہوا جب حضرت مصعب بن عمرؓ مدینہ کے ایک وفد کو لے کر مکہّ روانہ ہوئے۔اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے، حضرت کعب بن مالکؓ روایت کرتے ہیں کہ حج کے موقع پر عید سے اگلے روز ہم بھٹّ تیتر پرندے کی طرح کھسک کر عقبہ کی گھاٹی میں اکٹھے ہو گئے۔اس وفد میں مردوں کے ساتھ دو عورتیں بھی تھیں۔ایک حضرت اُمِّ عمّارہؓ اور دوسری بنی سلمٰی کی اسماءؓ بنت عمروؓ۔

وفد کے لوگ گھاٹی میں جمع ہو گئے تو حضور ﷺ حضرت عباسؓ کے ساتھ تشریف لائے۔عباس اس وقت ظاہراً مسلمان نہیں ہوئے تھے لیکن وہ آنحضرت ﷺ کے دلی ہمدرد اور خیر خواہ تھے۔

مدینہ کے لوگ یہ ارادہ کر کے آئے تھے کہ وہ آنحضرت ﷺ کو اپنے ساتھ لے کر جائیں گے۔اس لئے انہوں نے اسلام قبول کرتے ہی حضور ﷺ اور آپ ﷺ کے ساتھیوں کو مدینہ آنے کی دعوت دی۔ آنحضرت ﷺ کو خدا تعالیٰ کی طرف سے بھی ہجرت کا اشارہ ہو چکا تھا۔آپ ﷺ خاموش رہے لیکن حضرت عباسؓ نے ان کی اس دعوت پر وفد سے مخاطب ہو کر کہا:۔

’’اے خزرج کے گروہ! تم جانتے ہو کہ ہمارا خاندان ہر خطرے کے وقت محمد ﷺ کی حفاظت کا ضامن رہا ہے اب تم انہیں یعنی محمد ﷺ کو

اپنے پاس لے جانے کی خواہش رکھتے ہو، تو اگر تم ان کی حفاظت کے پورے طور پر ذمہ دار بنتے ہو تو بہتر ورنہ ابھی سے جواب دے دو۔''

یہ سن کر حضرت ابراء بن معرور انصاریؓ نے حضرت محمد ﷺ کا ہاتھ تھاما اور عرض کیا:۔

''ہمیں اس خدا کی قسم ہے جس نے آپ ﷺ کو حق و صداقت کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے ہم جنگی سپوت ہیں! ہماری روایات تابندہ تر ہیں! ہم مردمیدان ہیں! ہم اپنی جانوں سے بڑھ کر آپ ﷺ کی حفاظت کریں گے!''

یہ وعدے پر قائم رہنے اور سچ بولنے کا پہلا سبق تھا۔ جو مکّہ کی گھاٹی میں باندھا گیا۔ قرآنِ مجید کے بیان کے مطابق یہ وہ سودا تھا جو انصار سے ہمارے آقا ﷺ نے اپنے خدا کی خاطر کیا۔ جب تک دنیا قائم ہے اس عہد کا ذکر ہوتا رہے گا۔

اس وفد میں حضرت اُمِّ عمّارہؓ اور ان کے شوہر عربہ بن عمروؓ شامل تھے اس لئے انہیں پہلے ایمان لانے والوں میں شامل ہونے کا شرف حاصل ہے۔ اس موقع پر آپ ﷺ نے حضرت اُمِّ عمّارہؓ اور اسماء بنت عمروؓ سے بیعت لی۔ آپ ﷺ نے ان دونوں خواتین سے ہاتھ نہیں ملایا۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ خواتین سے ہاتھ نہیں ملاتے تھے اور ان کا زبانی

عہد ہی بیعت کے لئے کافی سمجھتے تھے۔(5)

اپنے محبوب آقا حضرت محمد ﷺ کے استقبال کے لئے اہل مدینہ کی ایک بڑی تعداد شہر سے باہر جمع تھی۔ آپ ﷺ کی تشریف آوری پر انصار اور مہاجرین کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا۔

ہر ایک خاندان یہ چاہتا تھا کہ اُسے آپ ﷺ کی میزبانی کا شرف حاصل ہو۔ آپ ﷺ ایک اونٹنی پر حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ساتھ سوار تھے اور یہ قافلہ آہستہ آہستہ شہر کی طرف بڑھ رہا تھا۔ راستہ میں مسلمانوں کے گھروں سے گزرتے تو وہاں کے رہنے والے جوش محبت میں بڑھ بڑھ کر عرض کرتے تھے۔

یا رسول اللہ ﷺ! ہمارا گھر ہماری جان و مال حاضر ہے اور ہمارے پاس حفاظت کا سامان بھی ہے، آپ ﷺ ہمارے پاس تشریف فرما ہوں۔ آپ ﷺ مسکراتے اور ان کے لئے دعائے خیر فرماتے شہر کی طرف بڑھتے جاتے تھے۔ مسلمان عورتوں اور لڑکیوں نے خوشی کے جوش میں اپنے گھروں کی چھتوں پر چڑھ کر گانا شروع کیا۔

~ طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا   مِنْ ثَنِيَّاتِ الْوَدَاعِ
وَجَبَ الشُّكْرُ عَلَيْنَا   مَا دَعَا لِلّٰهِ دَاعِ

”یعنی آج ہم پر کوہ وداع کی گھاٹیوں سے چودھویں کے چاند

نے طلوعِ کیا ہے۔ اس لئے اب ہم پر ہمیشہ کے لئے خدا تعالیٰ کا شکر واجب ہو گیا ہے۔''

مسلمانوں کے بچے خوشی سے مدینہ کی گلی کوچوں میں گاتے پھرتے ''محمد ﷺ آ گئے ! خدا کے رسول ﷺ آ گئے !'' حبشی غلام آپ ﷺ کی تشریف آوری کی خوشی میں تلوار کے کرتب دکھاتے پھرتے تھے۔

آپ ﷺ کا قافلہ چلتے چلتے بنونجار کے محلّہ میں جا پہنچا۔ اس جگہ بنونجار کے لوگ ہتھیاروں سے سجے ہوئے صف بند ہو کر آپ ﷺ کے استقبال کے لئے کھڑے تھے۔ اور قبیلہ کی لڑکیاں دف بجا بجا کر یہ شعر گا رہی تھیں۔

نَحۡنُ جَوَّارٍ مِّنۡ بَنِی النَّجَّارِ   یَا حَبَّذَا مُحَمَّدٌ مِّنۡ جَارِ

یعنی ہم قبیلہ بنونجار کی لڑکیاں ہیں اور ہم کیا ہی خوش قسمت ہیں کہ محمد رسول اللہ ﷺ ہمارے محلے میں ٹھہرنے کے لئے تشریف لائے ہیں۔ (6)

حضور ﷺ ان بچیوں کے پاس سے گزرے، تو مسکرا کر ان سے فرمایا۔ بچیو! کیا تم مجھ سے الفت رکھتی ہو۔ سب نے مل کر جواب دیا ہاں یارسول اللہ ﷺ ! حضور نے فرمایا تم بھی مجھ کو بہت عزیز ہو!

آج بنونجار کی خوشی کی تو کوئی انتہاء ہی نہ تھی۔ کیونکہ آپ ﷺ کی

میزبانی کا شرف حضرت ابوایوب انصاریؓ کو حاصل ہوا تھا جو بنونجار کے رئیس تھے۔

رسولِ کریم ﷺ کی پڑدادی سلمیٰ خاندانِ بنونجار ہی سے تعلق رکھتی تھیں۔اسی بنا پر رسول کریم ﷺ سے رشتہ داری کی وجہ سے بنونجار مدینہ میں نمایاں حیثیت رکھتا تھا۔

جس وقت آنحضرت ﷺ کی عمرِ مبارک چھ برس تھی تو آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ اپنی لونڈی اُمِّ ایمن کے ہمراہ مکہّ معظّمہ سے مدینہ منورہ تشریف لے گئیں اور وہاں کم و بیش ایک ماہ تک مقیم رہیں۔واپسی کے سفر میں ابواء کے مقام پر آپ کی وفات ہوگئی آپ ﷺ اُمِّ ایمن کے ہمراہ مکّہ پہنچے۔

اس زمانۂ قیام کی باتیں حضور ﷺ کو ساری عمر یاد رہیں۔ایک دفعہ جب آپ ﷺ بنونجّار کے محلے سے گزرے تو ایک مکان کی طرف اشارہ کرکے فرمایا یہی وہ مکان ہے جہاں میں اپنی والدہ کے ہمراہ ٹھہرا تھا، پھر آپ ﷺ نے ایک تالاب اور ایک میدان کی طرف اشارہ کرکے فرمایا یہی وہ تالاب ہے جس میں مَیں نے تیرنا سیکھا تھا اور یہی وہ میدان ہے جس میں مَیں ایک لڑکی کے ساتھ کھیلا کرتا تھا۔(7)

مدینہ میں ہجرت کے بعد دینی امور کی حفاظت کے لئے بارہ

نقیب منتخب کئے تو ان میں حضرت اسعد بن زراہؓ بنونجار کے سردار تھے۔ ہجرت کے بعد کچھ ہی عرصہ بعد حضرت اسعدؓ نے وفات پائی تو بنونجار کے لوگ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا۔

یارسول اللہ ﷺ! اسعدؓ کی جگہ اب کسی اور کو بنونجار کا نقیب مقرر فرمائیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا:۔ ''تم لوگ میرے ماموں ہو، اس لئے اب بنونجار کا نقیب میں خود ہوں'' حضور ﷺ کا یہ ارشاد سن کر بنونجار کی مسرت کا کوئی ٹھکانہ نہ رہا۔ فی الحقیقت یہ ایک عظیم سعادت تھی جو بنونجار کو حاصل ہوئی۔ حضرت اُمِ عمّارہ اسی عظیم خاندان سے تعلق رکھتی تھیں۔(8)

ایک موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا۔

''اگر میں انصار کے کسی گھرانے میں
شامل ہوتا تو بنونجار میں شامل ہوتا۔''

ہجرت کے تیسرے سال کا ذکر ہے شوال کا مہینہ تھا کہ اچانک اہلِ مدینہ کو یہ خبر ملی کہ ابوسفیان تین ہزار کا لشکر جرّار لے کر جس میں عرب کے چیدہ چیدہ بہادر شامل ہیں مکہّ سے لڑائی کی بھرپور تیاری کر کے نکلا ہے اس لشکر میں ہتھیاروں سے لدے اونٹ اور دوسو بہترین جنگی گھوڑے ہیں اور ان جنگی گھوڑوں کے دستے کی قیادت سپہ سالار خالد بن ولید کے سپرد ہے۔

حالات کو دیکھتے ہوئے آنحضرت ﷺ نے مسلمانوں کو بھی جنگ کی تیاری کا حکم دیا اور آپس میں مشورے سے مدینہ سے باہر جنگ کرنے کا ارادہ کیا۔ مسلمان خواتین کو جب لشکر کی روانگی کی خبر ہوئی تو حضرت اُمّ عمارہؓ دوسری مسلمان خواتین کے ساتھ رسولِ کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں اور عرض کی ہمیں بھی جنگ میں شمولیت کی اجازت دیں تاکہ دورانِ جنگ ہم فوج کو پانی پلانے اور زخمیوں کی مرہم پٹی میں آپ ﷺ کی اور مسلمانوں کی مدد کریں۔

تاریخ اسلام میں یہ غزوہ حضرت اُمِ عمارہ کی دلیری کی وجہ سے ہمیشہ یاد رہے گا۔ اس جنگ میں حضرت اُمّ عمارہؓ نے اپنے خاوند اور دو بیٹوں کے ساتھ شرکت کی۔ آپؓ اور آپؓ کے بیٹوں نے میدانِ جنگ میں جس طرح دشمن کی تلواروں اور تیروں کے سامنے ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ اسلامی تاریخ اسے فراموش نہیں کرسکتی۔

حضرت اُمِّ عمّارہؓ جنگ اُحد میں زخمیوں کو پانی پلاتی پھر رہی تھیں، جب انہوں نے آنحضرت ﷺ کو خطرات میں گھرا پایا تو ان سے برداشت نہ ہوا آپؓ نے مشکیزہ وہیں زمین پر پٹخ کر تلوار اٹھائی اور حضور ﷺ کے قریب پہنچ کر کفار کے سامنے سینہ سپر ہوگئیں۔

آنحضرت ﷺ اس وقت حضرت اُمِّ عمارّہؓ کی اس بہادری اور

جرأت کو دیکھ کر ان کے لئے دعائیں کرتے رہے۔ اور ان کا حوصلہ بڑھاتے رہے۔ حضرت اُمّ عمارہؓ جنہوں نے اس تاریخی جہاد میں حصہ لے کر مسلمان عورت کے مقام کو بلند کیا۔ اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتی ہیں:۔

''جس وقت اُحد کے مقام پر مسلمانوں میں بھگدڑ پڑ گئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دس آدمی بھی باقی نہ رہے تو میں اور میرا شوہر عربہ بن عمروؓ اور میرے دو بیٹے عبداللہؓ اور حبیبؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے ہو کر دشمن کے غول سے مقابلہ کرتے رہے جب کہ بعض لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہی بھاگے جاتے تھے۔ اسی اثناء میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر اچانک مجھ پر پڑی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ میرے پاس سِپر (ڈھال) نہیں ہے۔ اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بھاگنے والے سے جس کے پاس سِپر تھی یہ فرمایا کہ ''اے سِپر والے! اپنی سِپر کسی لڑنے والے کو دیتا جا!''

چنانچہ اس نے بھاگتے بھاگتے اپنی سِپر زمین پر ڈال دی میں جھٹ اسے اٹھا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے روک بن کر کھڑی ہو گئی۔ اس وقت مشرک لوگ ہم پر بہت زیادتیاں کر رہے تھے وجہ یہ تھی کہ وہ سوار تھے اور ہم پیدل۔'' (9)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب گھڑ سوار بار بار حملے کر رہے تھے۔

جہاں تک اُمّ عمارہؓ اوران کے بیٹوں کا بس چلتا یہ مشرکین کے سامنے سینہ سپر ہو جاتے۔ یہ بہت نازک وقت تھا بڑے بڑے بہادروں کے قدم لڑکھڑا گئے۔ لیکن یہ شیر دل خاتون کوہِ استقامت بن کر میدان جنگ میں ڈٹی ہوئی تھیں اچانک ہی ایک مشرک نے حضرت اُمّ عمارہؓ کے سر پر پہنچ کر اپنی تلوار کا وار کیا۔ اُمّ عمارہؓ نے اِسے اپنی ڈھال پر روکا اور وہ مشرک بھاگ گیا۔

دوبارہ اسی مشرک نے اُمّ عمارہؓ پر اپنی تلوار کا وار کیا آپؓ نے اپنی ڈھال پر روکا اور مشرک کے گھوڑے کے پاؤں پر تلوار کا ایسا بھرپور ہاتھ مارا کہ گھوڑا اور سوار دونوں زمین پر گر گئے۔ اس وقت سرکارِ دو جہاں ﷺ سارا واقعہ دیکھ رہے تھے۔

آپ ﷺ نے اُمِّ عمّارہؓ کے بیٹے عبداللہؓ کو پکار کر فرمایا! عبداللہ اپنی ماں کی مدد کرو۔ وہ فوراً ادھر لپکے اور تلوار کے ایک ہی وار سے اس مشرک کو قتل کر دیا۔ اُسی وقت ایک اور مشرک تیزی سے ادھر آیا اور حضرت عبداللہؓ کا بایاں بازو زخمی کرتا ہوا نکل گیا۔

حضرت اُمِّ عمّارہؓ نے اسی وقت اپنے ہاتھ سے عبداللہؓ کے زخم پر پٹی باندھی اور کہا ”بیٹے جاؤ اور جب تک دم میں دم ہے لڑو“ اس وقت حضور ﷺ نے ان کا جذبہ جانثاری دیکھ کر فرمایا:۔

مَنْ یطیق مَا یطیقین یَا اُمِّ عمارہؓ!

ترجمہ: اے اُمّ عمارہؓ جتنی طاقت تجھ میں ہے اور کسی میں کہاں ہوگی!

اسی اثناء میں وہی مشرک جس نے عبداللہؓ کو زخمی کیا تھا۔ پلٹ کر پھر حملہ آور ہوا۔ آنحضرت ﷺ نے اُمّ عمارہؓ سے فرمایا:۔

''اے اُمّ عمارہ سنبھلنا یہ وہی بدبخت
ہے جس نے عبداللہ کو زخمی کیا تھا۔''

حضرت اُمّ عمارہؓ جوشِ غضب میں اس کی طرف جھپٹیں اور تلوار کا ایسا کاری وار کیا کہ وہ دو ٹکڑے ہو کر نیچے گر پڑا۔

حضرت اُمّ عمّارہ فرماتی ہیں:۔

''رسولِ کریم ﷺ یہ دیکھ کر خوب ہنسے یہاں تک کہ آپ کے سامنے کے دانت کھل گئے اور فرمایا! اے اُمِّ عمارہؓ آخر تو نے بدلہ لے ہی لیا۔''

اسی اثناء میں ایک بدبخت نے دور سے آنحضرت ﷺ پر پتھر پھینکا۔ جس سے آپ ﷺ کے دو دندان مبارک شہید ہو گئے۔ اِبنِ قمیۂ نامی کافر نے آپ ﷺ پر پتھر سے وار کیا۔ جس سے آپ ﷺ کی زرہ کی دو کڑیاں رخسار مبارک میں کھب گئیں۔ یہ دیکھ کر شمع رسالت کے پروانے مضطرب ہو کر ادھر متوجہ ہوئے۔ تو وہی کافر دوبارہ گھوڑا دوڑاتا ہوا آیا اور

آ نحضرت ﷺ پر تلوار کا بھر پور وار کیا۔ حضرت اُمِ عمّارہ حضور ﷺ کے قریب ہی تھیں حضرت اُمّ عمارہؓ نے وار کو اپنے اوپر لیا اور پھر تلوار تول کر اس پر اپنا وار کیا۔ وہ دوہری زرہ پہنے ہوئے تھا۔ اس لئے اُمّ عمارہؓ کی تلوار ہاتھ سے گر گئی اسی دوران ابن قمیہ کو جوابی کاروائی کرنے کا موقع مل گیا۔ حضرت اُمّ عمارہ کے کندھے پر شدید زخم آیا۔ لیکن ابن قمیہ کو بھی پھر ٹھہرنے کی جرأت نہ ہوئی اور وہ تیزی سے گھوڑا دوڑا کر بھاگ گیا۔

اس معرکہ میں اُمّ عمارہؓ کو 12 زخم لگے۔ حضرت اُمّ عمارہؓ کے زخموں سے تیزی سے خون نکل رہا تھا۔ رسول کریم ﷺ نے اپنے سامنے ان کے زخموں پر پٹی بندھوائی اور کئی بہادر صحابہ کا نام لے کر فرمایا واللہ! آج اُمّ عمارہؓ نے ان سب سے بڑھ کر بہادری دکھائی۔

حضرت اُمّ عمارہؓ نے عرض کیا۔ ''یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان میرے لئے دعا فرمائیے کہ جنت میں بھی آپ ﷺ کی معیت نصیب ہو'' آنحضرت ﷺ نے نہایت توجہ سے ان کے لئے دعا مانگی اور بلند آواز سے فرمایا:۔

'' اَللّٰھُمَّ اَجعَلھُم رُفَقَائِی فِی الجَنَّۃِ ''

ترجمہ: ''اے اللہ! انہیں جنت میں میرا رفیق بنا دے۔''

یہ سُن کر حضرت اُمّ عمارہؓ کو بڑی مسرت ہوئی اور ان کی زبان پر

بے اختیار یہ الفاظ جاری ہو گئے۔

"ما ابالی ما اصابنی مِن الدینا"

ترجمہ: اب مجھے دنیا میں کسی مصیبت کی پراوہ نہیں۔

جنگ کے اختتام پر آنحضرت ﷺ اس وقت تک گھر تشریف نہ لے گئے۔ جب تک آپ ﷺ نے حضرت عبداللہ بن کعب مازنیؓ کو بھیج کر حضرت اُمّ عمارہؓ کی خیریت دریافت نہ کر لی۔

حضور ﷺ فرمایا کرتے تھے "کہ اُحد کے دن میں دائیں بائیں جدھر نظر ڈالتا تھا، اُمّ عمارہؓ ہی اُمّ عمارہؓ لڑتی نظر آتی تھیں۔"

رسول کریم ﷺ کی وفات کے بعد نبوت کا جھوٹا دعویٰ دار مسیلمہ کذاب نے تقریباً چالیس ہزار لوگوں کو اپنے فریب سے ایک جھنڈے تلے جمع کر لیا۔ جو شخص اس کی نبوت کا انکار کرتا تھا وہ اس پر سخت ظلم کرتا۔

اُسی زمانہ میں ایک دن حضرت اُمّ عمارہؓ کے فرزند حبیب بن زیدؓ عمّان سے مدینہ آ رہے تھے کہ راستے میں اس ظالم کے ہاتھ آ گئے۔ اُس نے ان سے پوچھا "محمد ﷺ کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے"

حضرت حبیبؓ نے جواب دیا۔ "وہ خدا کے سچے رسول ہیں"

مسیلمہ بولا نہیں! یہ کہو "مسیلمہ اللہ کا سچا رسول ہے۔"

حضرت حبیبؓ نے مسیلمہ کی بات نہایت حقارت سے ٹھکرا دی۔
مسیلمہ نے غضبناک ہوکر اپنی تلوار کے وار سے حضرت حبیبؓ کا ایک ہاتھ شہید کرڈالا اوران سے کہا ''اب میری بات مانو گے یانہیں!''

حضرت حبیب نے جواب دیا ''ہرگز نہیں !''

مسیلمہ نے اب اُن کا دوسرا ہاتھ بھی شہید کرڈالا اور بولا ''اب بھی میری رسالت تسلیم کر لو تو تمہاری جان بچ سکتی ہے۔'' اس عاشق رسول ﷺ نے اُمّ عمارہؓ جیسی بہادر ماں کا دودھ پیا تھا بولے:۔

''ہرگزنہیں ہرگزنہیں!'' ''اَشْھَدُ انَّ مُحَمَّدً الرَّسُوْلُ اللّٰہ''

اب مسیلمہ غصہّ سے دیوانہ ہوگیا۔ اوراُس نے ان کا ایک ایک بند کاٹ کراپنی نبوت کے ماننے پراصرار کیا۔لیکن اس مردحق کے پائے ثبات راہ حق سے ذرا بھی نہ ڈگمگائے اور محمد ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں پکارتا ہوا اپنے مولائے حقیقی سے جامِلا۔

حضرت اُمّ عمارہؓ نے اپنے مجاہدفرزند کی مظلومانہ شہادت کی خبرسُنی تو اپنے بیٹے کی ثابت قدمی اورراہ حق میں جان قربان کرنے پرخدا کا شکر بجالائیں۔

حضرت حبیبؓ کیوں نہ ثابت قدم رہتے۔آخرانھوں نے اُمّ عمارہؓ جیسی بہادر، بے خوف اور دین اسلام پر مر مٹنے والی عورت کی گود میں

پرورش پائی تھی۔

حضرت اُمّ عمارہؓ نے اپنے فرزند کی شہادت پر عہد کیا کہ مسیلمہ سے اس ظلم کا بدلہ لے کر رہیں گی۔(10)

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنے عہدِ خلافت میں حضرت خالد بن ولید کو مسیلمہ کی سرکوبی کے لئے بھیجا۔ حضرت اُمّ عمارہؓ نے اس موقع کو غنیمت جانتے ہوئے حضرت ابوبکر صدیقؓ سے اجازت لے کر لشکر میں شمولیت کی۔

مسیلمہ نے مقابلے کی زبردست تیاری کی اور چالیس ہزار جنگجوؤں کو حضرت خالد بن ولید کے مقابلے پر لا کھڑا کیا۔ یمامہ کے مقام پر دونوں فوجوں میں گھمسان کا رَن پڑا۔ مسلمان اور مرتدین کی تعداد میں ایک چار کی نسبت تھی۔ لیکن مجاہدینِ اسلام دینِ حق کی خاطر اس بہادری سے لڑے کہ مسیلمہ کی فوج کو شکست کا سامنا کرنا پڑا تو مسیلمہ کے بیٹے شرجیل نے اپنے قبیلہ کو مخاطب کر کے کہا:۔''اے بنو حنیفہ اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر مسلمانوں کا مقابلہ کرو! آج قومی غیرت اور بہادری کا دن ہے! اگر تم نے شکست کھائی تو تمہارے اہل وعیال پر مسلمان قبضہ کر لیں گے اس لئے اپنا ننگ وناموس بچانا چاہتے ہو تو کٹ مرو!''

مسیلمہ کی تقریر نے بجلی کا کام کیا اور مسیلمہ کی فوج نے مسلمانوں کو

پیچھے دھکیل دیا۔

مسلمانوں کو اب تک ایسی سخت لڑائی کا سامنا نہیں کرنا پڑا تھا۔ حضرت خالدؓ بن ولید نے مسلمانوں کے تمام قبائل کو الگ الگ کر دیا اور اعلان کیا کہ ہر قبیلہ اپنے علم کے نیچے لڑے تا کہ پتہ چل جائے کہ کون راہِ حق میں ثابت قدمی دکھاتا ہے اس تدبیر کا خاطر خواہ اثر ہوا ہر قبیلے نے شجاعت اور ثابت قدمی میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کی اور اس جانبازی سے لڑے کہ مسیلمہ کی فوج کو بھاگ کر حدیقۃ الرحمٰن میں محصور ہونا پڑا۔(11)

حضرت براء بن مالکؓ دیوار پھاند کر باغ کے اندر کود گئے اور لڑتے بھڑتے باغ کے دروازے کو کھول دیا۔ اب مرتدین اور مسلمانوں کے درمیان فیصلہ کن لڑائی شروع ہوگئی۔

جنگِ یمامہ میں حضرت اُمّ عمارہؓ بھی شروع سے لے کر اب تک بڑے جوش اور جذب سے لڑ رہی تھیں۔ انہوں نے کئی بار مسیلمہ تک پہنچنے کی کوشش کی لیکن ہر بار بنوحنیفہ کی آہنی دیوار راستے میں حائل ہو جاتی۔

حضرت خالدؓ بن ولید بھی مسلسل مسیلمہ کو جہنم داخل کرنے کی فکر میں تھے، لیکن انہیں موقع نہیں مل رہا تھا۔ بارہ سو کے قریب مسلمان جامِ شہادت نوش کر چکے تھے۔ جن میں حضرت زیدؓ بن خطاب ،حضرت ابو حنیفہؓ،

حضرت سالمؓ، مولیٰ ابو حذیفہؓ اور حضرت ثابت بن قیسؓ جیسے بڑے بڑے صحابہ کرامؓ تھے، مرتدین کی تعداد اس سے کہیں زیادہ تھی۔

آخر کار لڑائی کا رخ پلٹنا شروع ہو گیا۔ مسیلمہ نے جب شکست قریب دیکھی تو اپنے مریدوں سے کہا اگر اپنا ننگ و ناموس بچانا ہے تو بچالو یہ سن کر حضرت ام عمارہؓ نے اُسے تاک لیا اور زخم پر زخم کھاتی اور اپنی برچھی سے راستہ بناتی اُس کی طرف بڑھیں اس کوشش میں انہیں گیارہ زخم آئے اور ایک ہاتھ بھی کلائی سے کٹ گیا۔

مسیلمہ کے قریب پہنچ کر اپنی برچھی سے اس پر حملہ کیا وہ انہیں قتل کرنا چاہتی تھیں کہ دو ہتھیار مسیلمہ پر ایک ساتھ پڑے اور وہ کٹ کر گھوڑے سے نیچے جا پڑا۔

حضرت اُمّ عمارہؓ نے نظر اٹھا کر دیکھا تو اپنے پہلو میں اپنے فرزند عبداللہؓ کو کھڑے پایا۔ اور قریب ہی وحشی کھڑے تھے۔ وحشی نے بھی اپنا حربہ مسیلمہ پر پھینکا تھا۔ اور عبداللہؓ نے بھی اسی وقت اُس پر تلوار کا وار کیا تھا۔(12)

یاد رہے یہ وہی وحشیؓ ہیں جنہوں نے جنگ اُحد میں رسولِ کریم ﷺ کے چچا حضرت حمزہؓ کو شہید کیا تھا۔ آنحضرت ﷺ کو اپنے چچا سے بہت محبت تھی۔ غزوہ طائف میں مسلمان ہو کر جب وحشی رسولِ کریم ﷺ کے

سامنے آیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ وحشی! میرے سامنے نہ آیا کرو۔ اُس وقت وحشی نے اپنے دل میں عہد کیا کہ جس ہاتھ سے میں نے رسولِ خدا ﷺ کے چچا کو شہید کیا تھا۔ جب تک اسی ہاتھ سے اسلام کے کسی بڑے دشمن کو قتل نہ کرلوں چین نہ لوں گا۔

چنانچہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے عہد خلافت میں یمامہ کی جنگ میں مسیلمہ کو قتل کر کے عہد کو پورا کیا۔ حضرت اُمّ عمارہؓ اپنے فرزند (حبیب) کے قاتل اور مسلمانوں کے اس بدترین دشمن کی موت پر سجدہ شکر بجا لائیں۔

حضرت خالدؓ بن ولید امیر لشکر، حضرت اُم عمارہؓ کی فضیلت اور مرتبے سے آگاہ تھے انہوں نے بڑی تندہی سے ان کا علاج کروایا۔ کچھ عرصہ بعد ان کے زخم مندمل ہو گئے لیکن ایک ہاتھ ہمیشہ کے لئے راہ خدا میں جدائی دے گیا۔(13)

جب کبھی اس واقعہ کا ذکر ہوتا تو حضرت اُمّ عمارہؓ حضرت خالد بن ولیدؓ کی بہت تعریف کرتیں اور فرماتیں ''خالد نے بڑی غمخواری سے میرا علاج کروایا، وہ بہت ہمدرد اور نیک انسان ہیں۔''

حضرت اُمّ عمارہؓ کو سرورِ عالم ﷺ سے نہایت درجہ عقیدت تھی اسی وجہ سے وہ ہر وقت حضور ﷺ پر اپنی جان قربان کرنے کے لئے آمادہ

رہتی تھیں۔ رحمتِ عالم ﷺ بھی ان پر بڑی شفقت فرماتے تھے۔

روایت ہے کہ ایک دفعہ آنحضرت ﷺ حضرت اُمّ عمارہؓ کے ہاں تشریف لے گئے تو انہوں نے حضور ﷺ کے سامنے کھانا پیش کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا! ''تم بھی کھاؤ'' عرض کیا ''یارسول اللہ! میں روزہ سے ہوں''۔ رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا:۔ ''کہ روزہ دار کے سامنے اگر کچھ کھایا جائے تو فرشتے اس پر درود بھیجتے ہیں''، پھر آپ نے حضرت اُمّ عمارہؓ کے سامنے کھانا کھایا۔

آنحضرت کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ بھی کبھی کبھار حضرت اُمّ عمّارہ کے گھر ان کی خبر گیری کے لئے جایا کرتے تھے۔(14)

امیر المومنین حضرت عمر فاروقؓ کے عہد خلافت میں ایک دفعہ مالِ غنیمت میں بہت سے قیمتی کپڑے مرکز خلافت (مدینہ منوّرہ) میں موصول ہوئے۔ ان میں ایک زرکار دوپٹہ بے حد قیمتی تھا۔ جب مال غنیمت تقسیم ہونے لگا تو سیدنا حضرت عمر فاروقؓ نے حاضرینِ مجلس سے پوچھا کہ اس دوپٹے کا سب سے بڑھ کر حقدار کون ہے؟ کچھ لوگوں نے رائے دی کہ آپ یہ دوپٹہ حضرت عبداللہؓ کی بیوی کو دے دیں۔

حضرت عمر فاروقؓ کچھ دیر سوچتے رہے پھر فرمایا نہیں نہیں! میں یہ دوپٹہ حضرت اُمّ عمارہؓ کو دوں گا۔ وہ اس کی سب سے زیادہ حقدار ہیں۔

کیونکہ غزوہ احد کے بعد میں نے رسولِ کریم ﷺ سے سنا تھا۔

''احد کے دن میں اُمّ عمارہؓ کو برابر اپنے
دائیں اور بائیں لڑتے دیکھتا تھا۔''

یہ کہہ کر آپؓ نے وہ دوپٹہ حضرت اُمّ عمارہؓ کے پاس بھیج دیا جو مدینہ منورہ کے ایک مکان میں رسولِ کریم ﷺ کی یادوں کو اپنے دل میں بسائے اپنی زندگی کا آخری زمانہ گزار رہی تھیں۔

حضرت فاروق اعظمؓ اور تمام صحابہ کرامؓ حضرت اُمّ عمارہؓ کا بہت احترام کرتے تھے اور ہمیشہ انہیں خاتونِ اُحد کہہ کر یاد کرتے تھے۔(15)

حضرت اُمّ عمارہؓ کی وفات کے بارے میں تمام تاریخیں خاموش ہیں البتہ بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ کے عہد خلافت میں موجود تھیں اور انہیں کے دور خلافت میں وفات پائی۔

اے خاتونِ اُحد! رسول پاک کی حفاظت کرنے والی دلیر خاتون تجھے جنت مبارک ہو! تجھے اللہ کا قرب مبارک ہو! تو نے زندگی بھر میدانِ جنگ میں رسولِ پاک ﷺ کا بھرپور ساتھ دیا اور اب بھی اپنے دونوں بیٹوں کے ہمراہ رسول اللہ کے ساتھ رہنے کا شرف حاصل کئے ہوئے ہے۔ تیری بے مثال زندگی ہمارے لئے راہِ ہدایت ہے۔

حوالہ جات

(1) صحابیات ۔علامہ نیاز فتح پوری (صفحہ نمبر 204)

(2) تذکار صحابیات طالب الہاشمی (صفحہ 390)

(3) صحابیات علامہ نیاز فتح پوری (صفحہ نمبر 204)

(4) عظیم خواتین اسلام (صفحہ 344)

(5) عظیم خواتین اسلام (صفحہ 345)

(6) تذکار صحابیات (صفحہ 391)

(7) تذکار صحابیات (صفحہ 390)

(8) تذکار صحابیات (صفحہ 391)

(9) تقریر ’’غزوات النبی میں خلق عظیم‘‘ حضرت مرزا طاہر احمدؒ صاحب۔
ماہنامہ خالد (جون، جولائی 1980ء صفحہ 3)

(10) تذکار صحابیات از طالب الہاشمی (صفحہ 397-390)

(11) عظیم خواتین اسلام (صفحہ 352)

(12) تذکار صحابیات (صفحہ 397۔398)

(13) عظیم خواتین اسلام (صفحہ 353)

(14) تذکار صحابیات (صفحہ 399)

(15) صحابیات (صفحہ 208۔209)

حضرت اُمِّ عمّارہؓ

(Hadhrat Um-me Ammara[rd] ***)***

Urdu

Published in UK in 2008

© Islam International Publications Ltd.

Published by:
Islam International Publications Ltd.
'Islamabad' Sheephatch Lane,
Tilford, Surrey GU10 2AQ,
United Kingdom.

Printed in U.K. at:
Raqeem Press
Sheephatch Lane
Tilford, Surrey
GU10 2AQ

No part of this book may be reproduced or transmitted in any form or by any means, electronic or mechanical, including photocopy, recording or any information storage and retrieval system, without prior written permission from the Publisher.